مسلم لیگ کی حمایت کیوں؟

این۔ کے کرشنن

پنجاب کمیٹی ہندوستانی کمیونسٹ پارٹی

قیمت دو آنے

ہم سے بار بار پوچھا جا رہا ہے کہ آئندہ انتخاب میں کمیونسٹ کیوں مسلم حلقوں میں مسلم لیگ کی حمایت کر رہے ہیں؟ سوال قدرتی طور پر نہایت اہم ہے۔ کیونکہ انتخابی جنگ میں ہر سیاسی پارٹی یہی کہتی ہے "ووٹ ہمیں دو ورنہ تم ہمارے خلاف ہو"

سوائے اُن حلقوں کے (خواہ وہ حلقے مسلم ہیں یا عام) جہاں ہمارے اپنے امیدوار کھڑے ہیں، ہم مسلم حلقوں میں مسلم لیگ اور عام حلقوں میں کانگریس کی حمایت کر رہے ہیں۔ ہم مسلم حلقوں میں مسلم لیگ کی حمایت بالکل انہی وجوہات کی بناء پر کر رہے ہیں جن وجوہات کی بناء پر ہم عام حلقۂ انتخاب میں کانگریس کی حمایت کر رہے ہیں۔ ہم مسلم لیگ کی حمایت اس لئے کر رہے ہیں کیونکہ وہ مسلمانوں کی سب سے زیادہ نمائندہ اور مقبول جماعت ہے۔ جس طرح کانگریس کا نصب العین سارے ہندوستان کی آزادی ہے۔ اسی طرح مسلم لیگ کا مقصد مسلم علاقوں

کی آزادی ہے۔

یہ حقیقت ہے اور اس سے انکار صرف وہی کر سکتے ہیں جو اندھے ہوں یا جن کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی بندھی ہو۔

آج ہر کانگریسی رہنما خواہ وہ لیگ کا جانی دشمن ہی کیوں نہ ہو اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے کہ مسلم عوام کانگریس کے ساتھ نہیں ہیں اسی لئے تقریباً تمام صوبوں خصوصاً مسلم اکثریت کے صوبوں میں کانگریس مسلم لیگ سے براہ راست ٹکر نہیں لے رہی ہے۔ برعکس اس کے وہ جمعیت العلماء، احرار، کرشک پرجا پارٹی، مسلم مجلس وغیرہ جیسی مسلم انجمنوں کی حمایت کر رہی ہے۔

جو اصحاب اس غلط فہمی میں ہیں کہ مسلم لیگ عام مسلمانوں کے مذہبی جذبات ابھار کر مقبولیت حاصل کر رہی ہے اور جمعیت، احرار، کرشک پرجا اور مسلم مجلس جیسی انجمنیں زیادہ جدید اور ترقی پسند ہیں انہیں ہم یہی مشورہ دیتے ہیں کہ وہ برائے مہربانی ان لیگ دشمن مسلم انجمنوں کے انتخابی پروگرام کا مطالعہ کریں۔

قوم پرست مُسلمانوں کا اِنتخابی پروپگنڈا

مجلسِ احرار کو لیجئے ان کا انتخابی نعرہ حکومت الٰہیہ ہے۔ وہ کہتے ہیں مسلمانوں کا نصب العین یہی ہونا چاہئے مسلم لیگ کے خلاف انہیں شکایت یہی ہے کہ اس نے بے دینی کو بڑھایا ہے ..... "ہمارے انتخابی جہاد کا مقصد قرآن کے احکام کی تعمیل اور اسلامی حکومت کا قیام ہے" (مجلس احرار کا انتخابی منشور)

جمعیت العلماء ہند کو لیجئے جو ان اسلامی انجمنوں میں سب سے بہتر ہے، حال ہی میں جمعیت کے صدر مولانا حسین احمد مدنی نے اپنے بیان میں فرمایا ہے کہ جمعیت العلماء ہند کے ممبر ہی پیغمبر اسلام کے سچے پیرو ہیں اور مسلم لیگ اسلام کو تباہ و برباد کر رہی ہے۔ اور مثال میں انہوں نے مسٹر جناح کی شادی[1] کا قضیہ چھیڑ دیا ہے۔

ہم جمعیت جیسی اسلامی انجمنوں کو کم وقعت نہیں دیتے۔ ہم جانتے ہیں کہ ان انجمنوں میں کئی چوٹی کے قوم پرست مسلمان ہیں۔ جنہوں نے وطن کی آزادی کے لئے بڑی بڑی قربانیاں کی ہیں۔ مگر اب مسلم عوام سے ان کا رشتہ قائم نہیں رہا، ٹوٹ گیا ہے۔ مسلمان ان کی تجویز کردہ راہ پر چلنے کو تیار نہیں۔ چنانچہ اپنے کھوئے ہوئے وقار کو واپس لانے کے لئے وہ جو نعرے بلند کر رہے ہیں وہ دقیانوسی ہیں۔ اور مذہبی جذبات[2] کو ابھارنے والے ہیں۔

---

[1] احرار اور جمعیت کی طرف سے پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ مسٹر جناح نے ۱۹۱۲ء میں سول میرج ایکٹ کے ماتحت ایک پارسی لڑکی سے شادی کی تھی۔ اور ان کا یہ فعل غیر اسلامی ہے مسٹر جناح نے اس الزام کی تردید کرتے ہوئے ایک بیان میں فرمایا ہے کہ ان لوگوں کے پاس لیگ کے سیاسی مطالبات کیخلاف کوئی سیاسی دلیل نہیں۔ اسی لئے وہ اس قسم کے رکیک اور بے بنیاد الزام تراش کر مسلمانوں کو مسلم لیگ اور اس کے رہنماؤں سے بدظن کرنا چاہتے ہیں۔ *

[2] مثلاً وہ مذہب کا واسطہ دیتے ہیں۔ حکومت الٰہیہ کے سبز باغ دکھاتے ہیں۔ اور لیگیوں کی "غیر اسلامی" زندگی کے حالات بیان کرتے ہیں۔

آپ اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے کہ لیگیوں کا پروپگنڈا مقابلتہً زیادہ سیاسی ہوتا ہے۔ اور وہ سیاسی زبان اور سیاسی لب و لہجہ میں پاکستان کی تشریح کرتے ہیں۔

لیگی رہنماؤں کی خامیاں!

ہم لیگی رہنماؤں کی خامیوں سے بخوبی واقف ہیں۔ لیگ کے اندر غیر جمہوری رجحانات کی ہم نے ہمیشہ کڑی نکتہ چینی کی ہے ہم نے ہمیشہ لیگ کے غلام حسینوں اور سہراوردیوں کو بے نقاب کیا ہے۔ جب نون جیسے ٹوڈی کی لیگیوں نے آؤ بھگت کی تو ہم نے لیگی رہنماؤں کو آڑے ہاتھوں لیا۔ قوم پرست اخبارات ابھی خاموش تھے اور ہم نے نون کی قلعی کھولدی جب قوم پرست مسلم رہنماؤں کے خلاف لیگیوں کی طرف سے غنڈہ پن کے مظاہرے ہوئے تو ہم نے اس فعل کی شدید ترین مذمت کی۔

لیکن ہمیں اس حقیقت کو ہرگز بھولنا نہیں چاہئے کہ ایسے غیر جمہوری رجحانات کانگریس کے اندر بھی تیزی سے سر اٹھا رہے ہیں۔ تمام ملک میں کانگریسی رہنما خضر حیات جیسے ٹوڈیوں اور ہر پدم پت سنگھانیہ جیسے ذخیرہ بازوں اور منافع خوروں سے اتحاد و دوستی کر رہے ہیں۔ اسی پر اکتفا نہیں کمیونسٹوں کے خلاف کانگریسیوں کی غنڈہ گردی عام ہو رہی ہے۔

مگر کانگریسی رہنماؤں کی تمام غلطیوں اور خامیوں کے باوجود ہم کانگریس کی حمایت کر رہے ہیں۔ اور وہ اس لئے کیونکہ ہمارے نزدیک کانگریس سے مراد چوٹی کے مٹھی بھر رہنما نہیں بلکہ وہ ہندوستانی عوام ہیں جو کانگریس اور اس کے بنیادی نصب العین کا ساتھ دیتے ہیں۔

بالکل یہی حال مسلم لیگ کا ہے۔ اور اسی بناء پر ہم مسلم لیگ کا ساتھ دیتے ہیں۔ یہ ناخوشگوار و تلخ واقعات صرف اس لئے ہو رہے ہیں۔ کیونکہ کانگریس اور لیگ آپس میں بر سر پیکار ہیں۔ اور جب لڑائی جاری ہو تو اچھائیاں نہیں برائیاں سطح پر آتی ہیں۔ اور بدترین حربے استعمال کئے جاتے ہیں۔ ہم دونوں جماعتوں کے بدترین خصائل کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ ہم دونوں جماعتوں کی خوبیوں کو سامنے لا رہے ہیں۔ اگر آپ بھی یہی کام شروع کریں تو گھوم گھما کر پالیسی آپ کو بھی ہماری اختیار کرنا پڑے گی۔

مطالبہ پاکستان مطالبہ آزادی ہے

صاف اور سیدھی بات یہ ہے کہ لیگی رہنماؤں کی تمام خامیوں کے باوجود ہم مسلم لیگ کی حمایت کرتے ہیں۔ وجہ صرف یہ نہیں کہ وہ مسلمانوں کی سب سے زیادہ مقبول جماعت ہے بلکہ اس لئے کہ ہم اس کے بنیادی مقصد یعنی مسلم قوم ہونے کے حق خود ارادیت کی حمایت کرتے ہیں۔ مطالبہ پاکستان اسی طرح مطالبہ آزادی ہے جس طرح کانگریس کا مطالبہ سارے ہندوستان کی آزادی ہے۔

ہمارے ملک کی قومی تحریک کچھ ایسے ڈھنگ سے بڑھی اور پھلی پھولی ہے کہ مسلمان سیاسی اور معاشی اعتبار سے پس ماندہ اور مظلوم رہ گئے ہیں۔ اگر آپ سندھ، مغربی پنجاب یا مشرقی بنگال کے مسلم کسانوں کی حالت کا مقابلہ یوپی، مغربی بنگال، مرکزی پنجاب، بہار، اڑیسہ یا اندھرا کے کسانوں سے کریں تو فرق صاف نظر آجائے گا۔ ان کے لئے ہماری قومی تحریک نے

بہت ہی کم کچھ کیا ہے۔ باقی کے ہم سب آگے بڑھے ہیں۔ اور ہر زندگی میں طاقت حاصل کی ہے۔ مگر وہ یعنی مسلمان پیچھے رہے ہیں۔ اور پستی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

یہ سچ ہے کہ ہم سب انگریز دل کے غلام ہیں۔ مگر ہمارے آپس میں (ہندوؤں اور مسلمانوں میں) تعلقات بھی وہ نہیں جو آزاد اور برابر کے بھائیوں میں ہوتے ہیں۔ ہمارے تعلقات وہی ہیں جو ایک طرف طاقتور اور دوسری طرف کمزور انسانوں کے مابین ہوتے ہیں۔

یہ ظاہر ہے کہ مختلف طبقوں میں منقسم سماج میں ہمیشہ طاقتور انسان زیادہ تقویت حاصل کرنے کے لئے کمزوروں کی محنت غصب کرتا ہے اور انہیں دبائے رکھتا ہے۔

اگر آپ ٹھنڈے دل سے سوچیں اور حالات کا مطالعہ کریں تو آپ اسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ دورِ جدید میں اثر و اقتدار سرمایہ و صنعت کا ہے جس کے قبضہ میں سرمایہ اور صنعت ہو وہی سیاسی اور معاشی زندگی پر مسلط رہتا ہے۔ ہمارے ملک میں سرمایہ اور صنعت زیادہ تر ہندوؤں کے قبضہ میں ہے۔ اگر آپ پنجاب اور بنگال کی اقتصادی حالت کا مطالعہ کریں تو پتہ چل جائے گا کہ ان صوبوں میں زمیندار اور ساہوکار زیادہ تر ہندو ہیں۔ اور کسان، مزارعہ اور دیگر محنت کش طبقے مسلمان ہیں۔

یہ ہیں وہ حالات جنہوں نے حق خود ارادیت اور مطالبۂ پاکستان کا بیج بویا ہے۔ قدرتی طور پر جب کمزور لوگوں میں آزادی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے تو وہ صرف انگریزوں کی غلامی سے ہی رہائی نہیں چاہتے بلکہ اپنے طاقتور بھائی کے اثر و اقتدار سے بھی نجات حاصل کرنا

چاہتے ہیں۔ وہ ان تمام ناانصافیوں کا بھی ازالہ چاہتے ہیں جو زمانہ ماضی میں اُن سے کی گئی ہیں غرضیکہ وہ تسلّی چاہتے ہیں کہ مستقبل میں باہر سے ان پر کسی کا دباؤ نہیں ہوگا۔ وہ اپنے قومی وطن میں آزادی و خوشحالی کی زندگی بسر کر سکیں گے۔ وہ اپنے وطن کو ترقی کی بلند منزلوں تک پہنچانے میں آزاد و خود مختار ہوں گے۔

غلام قوموں میں جب آزادی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے تو وہ برابری کا احساس پیدا کرتا ہے۔ غلام قومیں مضبوط قوموں کی برابری کی امنگ لے کر اٹھتی ہیں۔ وہ اپنی قسمت کا خود فیصلہ کرنے کا حق مانگتی ہیں۔ بہ الفاظ دیگر وہ حق خود ارادیت کا مطالبہ کرتی ہیں۔ ہمیں حالات کو اپنی خواہش کے مطابق نہیں دیکھنا چاہیئے۔ ہمیں ایسے ہی دیکھنا چاہئیں جیسے کہ وہ ہیں اور نظر آتے ہیں۔

آزادی حاصل کرنے کا یہی جذبہ ہے جو مطالبہ پاکستان کے لئے مسلمانوں میں جوش و خروش پیدا کر رہا ہے۔ آزادی حاصل کرنے کی یہی ایک اُمنگ ہے جو مسلمانوں کو مُسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع کر رہی ہے۔

صرف اپنے روزانہ اخباروں پر بھروسہ مت کرو۔ مسلم لیگ کے کسی جلسہ میں جاؤ۔ خود دیکھ لو گے کہ غریب مسلمان کتنی بڑی تعداد میں شرکت کرتے ہیں تمہیں خود پتہ چل جائے گا کہ وہ کس قدر حکومت برطانیہ کے مخالف ہیں۔ تم خود ہی بھانپ لو گے کہ مطالبہ پاکستان سے اُن کی کون کون سی خواہشیں اور امیدیں وابستہ ہیں۔

سب کے لئے انصاف کی جنگ

ہمارے ملک کے مسلمانوں کی یہ کہانی کہ تاریخی اعتبار سے وہ کیسے پسماندہ اور مظلوم بنے ہیں اور کس طرح سیاسی طور پر اب بیدار ہو رہے ہیں ایک لمبی کہانی ہے۔ یہ وہ کہانی ہے جس کا ذکر ہماری قومی تحریک کی تاریخ میں بہت کم ہے اور ہم اس کے متعلق بہت کم جانتے ہیں۔

یہ کہانی آپ کو ڈاکٹر اشرف کی ایک کتاب میں ملے گی جو تین سو صفحات پر مشتمل ہے اور عنقریب شائع ہو رہی ہے۔ ڈاکٹر اشرف ہمارے ملک کے اچھے سکالروں میں سے ایک ہیں اور انہوں نے تفصیلاً تحقیقات کر کے کتاب لکھی ہے۔ اس کتاب میں آپ ہندستانی عوام کی اس جدوجہد کی وہ پوری کہانی پڑھیں گے جو ابھی تک تحریر میں نہیں آئی ہے اس کتاب کے مطالعہ سے آپ کو پتہ چل جائے گا کہ کس طرح مسلمانوں کی سیاسی بیداری کی تکمیل مطالبہ پاکستان میں ہوتی ہے۔ اور کس طرح اس کا تعلق ہندوستان کی قومی بیداری سے ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے آپ پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ موجودہ اختلافات کی جڑیں زمانہ ماضی میں ہیں۔

ہم کمیونسٹوں نے سب سے پہلے اپنے مظلوم مسلمان بھائیوں کی خواہشات کا اندازہ لگایا۔ کیونکہ ۱۹۲۰ء سے صرف ہم ہی ہندوؤں اور مسلمانوں کی متحدہ جتھہ بندیوں مثلاً مزدور یونینوں اور کسان سبھاؤں میں کام کر رہے ہیں مسلمانوں کے رہنما ۱۹۲۰ء سے رفتہ رفتہ کانگرس

سے نکل رہے ہیں۔ ۱۹۲۰ء سے کانگریس مسلم عوام سے دور ہی دور رہا رہی ہے۔ آج جتنے ہم مسلم عوام کے جذبات سے واقف ہیں کوئی دوسرا نہیں۔ اور وہ صرف اس لئے کہ ہم ہندوستان اور مسلمانوں کے غریب طبقوں اور ان کی متحدہ جنگجو بندیوں میں کام کر رہے ہیں۔

اُن تمام پرانے خلافتیوں اور مقتدر مسلم رہنماؤں کی جو کانگرس سے نکل گئے ہیں۔ "بھگوڑے" اور "جاہ طلب" کہہ کر مذمت کرنا آسان ہے۔ مگر اس طرح تہمتیں تراشنے سے ہماری قومی تحریک کی ایک بھی الجھن دور نہیں ہو سکتی۔

جو کچھ ہم نے سب سے پہلے محسوس کیا وہ اب دوسرے بھی اپنے دل میں تسلیم کرنے لگے ہیں۔ وہ اب محسوس کرتے ہیں کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ انہیں دبا ہوا رہنے دیا ہے۔ وہ تسلیم کرتے ہیں کہ ہم نے وہ سب کچھ ان کے لئے نہیں کیا جو اپنے لئے کیا ہے۔ اور پسماندگی کے باعث اُن سے بہت ناانصافی ہوئی ہے۔

اب تک ہم متحدہ طور پر انگریزوں کے خلاف انصاف کے لئے جنگ کرتے رہے ہیں۔ جوں جوں آزادی کی منزل قریب آ رہی ہے وہ باشندے بھی جو اب تک پسماندہ اور خاموش تھے رفتہ رفتہ بیدار ہو رہے ہیں۔ بیدار ہوتے ہی وہ اپنے آپ کو پسماندہ اور دوسروں کو آگے بڑھا ہوا پاتے ہیں۔ چنانچہ قدرتی طور پر اُن کے دل میں یہ سوال اُٹھتا ہے! "آزاد ہندوستان میں ہمیں کیا ملیگا؟ چنانچہ وہ اپنے قومی وطن میں تمام ناانصافیوں اور مظالم کے خاتمہ کا مطالبہ کرنے لگتے ہیں۔

اپنے "اندرونی جھگڑوں" کا ماتم کر کے انگریزوں کی ملامت کرنا اور ان جھگڑوں

سے فائدہ اٹھا رہے ہیں بہت آسان ہے۔ جب تک اختلافات موجود ہیں انگریز بلاشبہ اُن سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔ مگر یہ فرض اور ذمہ داری قومی تحریک کی ہے کہ وہ تمام مظلوم اور پچھڑی ہوئی قوموں کو حق اور انصاف اور آزادی کا یقین دلاتے ہوئے اُن کے شکوک دور کر دے اور وہ اختلافات مٹا دے جن کی آڑ لے کر برطانوی سامراج ہم پر مسلط ہے۔

وہ وقت اب آ پہنچا ہے جب ہندوستان کی آزادی کو سب قوموں کی آزادی اور انصاف کو سب قوموں کے لئے انصاف کے نقشے تیار کئے جائیں۔

متحدہ ہندوستان کیسے قائم ہو؟

اسی بناء پر ہم کمیونسٹ ہندوستان کی تمام قوموں کے حق خود ارادیت کی حمایت کرتے ہیں۔ ہم مطالبہ پاکستان میں اپنے ملک کی مسلم قوموں کے حق ارادیت کی روح دیکھتے ہیں اور اسی لئے مسلم لیگ کی حمایت کرتے ہیں۔

کانگریس کی طرح ہم بھی متحدہ ہندوستان چاہتے ہیں۔ مگر وہ کیسے قائم ہو؟ کیا طاقت کے بل بوتے پر؟ کیا طاقتور کے ہاتھوں کمزور کو دبانے کے اُصولوں پر؟ نہیں اس طرح ہندوستان کبھی متحد و مستحکم نہیں رہ سکتا۔ ہندوستان صرف اسی صورت میں متحد رہ سکتا ہے جبکہ ہندوستان کی تمام قومیں آزاد اور خود مختار ہوں اور وہ اپنی مرضی سے ایک

سے متحد ہوں۔

اگر آپ ہمارے انتخابی اعلان نامہ کا مطالعہ کریں تو صاف پتہ چل جائے گا کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہندوستان کی ہر قوم کے لوگ ہر بالغ کی رائے سے منتخب شدہ دستور ساز اسمبلی کے ذریعے فیصلہ کریں کہ وہ اپنے وطن میں کس قسم کی ریاست اور حکومت بنانا چاہتے ہیں نیز یہ بھی فیصلہ کریں کہ وہ متحدہ ہندوستان میں شامل ہونا چاہتے ہیں یا نہیں اور دونوں صورتوں میں اُن کے تعلقات باقی ہندوستان سے کیا ہوں گے۔

کیا آپ کو سندھ، پنجاب یا بنگال کے کسانوں پر بھروسہ نہیں؟ ہمیں بھروسہ کرنا چاہئے کہ اگر کسانوں کو اپنی قسمت کا خود فیصلہ کرنے کا حق مل گیا اور ساری بداعتمادی جو ہمارے اور ان کے درمیان پیدا ہو چکی ہے دُور ہو گئی تو مشترکہ مفاد سامنے آجائیں گے۔ اور ہمیں ایک دوسرے سے متحد رہنے میں مدد دیں گے۔

اس فیڈریشن جس میں وحدتوں کو خود مختاری (آٹانومی) حاصل ہو اور قوموں کے حق خود ارادیت میں بہت بڑا فرق ہے۔ قومی وحدتوں کی مرضی اور تعاون کے بغیر کسی مشترکہ اور مضبوط مرکز کی سکیم بنانا گھوڑے کے آگے گاڑی جوتنا ہے۔

کانگریس اور لیگ کو ایک ہی اصول کی کسوٹی پر پرکھو

بلاشبہ جس طریقہ سے لیگی رہنما پاکستان کا مطالبہ پیش کرتے ہیں ہمیں اس سے اتفاق نہیں

ایک دبی کچلی ہوئی اقلیت ہونے کے باعث وہ مشترکہ مفاد بھول جانے اور علیحدگی پر ضرورت سے زیادہ زور دیتے ہیں وہ پاکستان کو اس طریقہ سے پیش کرتے ہیں جس کے معنی ہندستان سے تعلق توڑ لینا ہے۔ اور سمجھتے ہیں کہ پاکستان کا مطالبہ ہندوؤں اور کانگرس دونوں کے خلاف ہے۔

لیکن کیا کانگرسی رہنماؤں کا رویہ درست ہے؟ کیا وہ اپنے پروپیگنڈا میں حق خوداراویت کو نظر انداز کر کے اکھنڈ ہندوستان کا راگ اونچی سروں میں نہیں الاپ رہے ہیں؟ کیا اُن کی پاکستان دشمنی اور لیگ دشمنی انہیں ہندویت اور ہندو مہاسبھا سے اتحاد کی طرف نہیں لے جا رہی ہے؟

کیا مندرجہ بالا اسباب کی بناء پر اگر ہم یہ کہنے لگیں کہ کانگرس ایک ہندو جماعت ہے اور اب وہ ملک کے آزادی پسندوں کی سب سے بڑی جماعت نہیں رہی تو کیا یہ ہمارا الزام صحیح ہوگا؟

نہیں اور ہرگز نہیں ——— مسلم لیگ کو بھی ہم اسی اصول کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں

مسلم لیگ کے رہنما

مسلم لیگی رہنماؤں سے ہمارے اختلافات سب پر ظاہر ہیں۔ ہم نے بارہا اپنے پروپیگنڈا میں ان اختلافات کا ذکر کیا ہے۔ انہیں مسلم عوام کی جمہوری قوت پر بھروسہ نہیں۔ انہیں عام کانگرسیوں کی انصاف پسندی پر اعتماد نہیں۔ وہ یقین کرتے ہیں۔ کہ کانگرسی رہنماؤں

کے مقابلہ میں حکومت برطانیہ اور حکومت برطانیہ کے مقابلے میں کانگریسی رہنماؤں کو ڈرا دھمکا کر اور روڑے اٹکا کر وہ اپنے مطالبات کسی نہ کسی طرح سے ضرور منوالیں گے ۔۔۔ وہ پاکستان کو مسلمانوں کی جمہوری آزادی کے مطالبے کی شکل میں پیش نہیں کرتے بلکہ ایک ایسی وضع میں پیش کرتے ہیں۔ جس کے معنی ہندوستان کے حصے بخرے ہیں ۔۔۔!

وہ بھول جاتے ہیں کہ اگر دوسری جماعتوں کے ساتھ مل کر وہ مشترکہ دشمن کے خلاف لڑائی نہیں کریں گے تو نہ پاکستان ملے گا اور نہ ہم سب آزاد ہوں گے۔ اور اگر ہمیں مشترکہ دشمن سے آزادی حاصل کر لی تو آزاد پاکستان اور آزاد ہندوستان دونوں کو دو سگے بھائیوں کی طرح رہنا ہوگا۔

وہ بھول جاتے ہیں کہ موجودہ غلام ہندوستان میں ہماری کونسی چیز مشترک ہے۔ اور کل جب ہندوستان آزاد ہو گیا تو کونسی چیز مشترک ہوگی۔

اس کی وجہ یہی ہے کہ ایک کچلی ہوئی اقلیت ہونے کے باعث مسلمانوں میں ہندو اکثریت کی طرف سے شک وشبہ پیدا ہو گیا ہے۔ ان شکوک کے باعث وہ اپنے آپ کو ہمارا بھائی نہیں سمجھتے بلکہ کانگریس اور برطانوی سامراج کے درمیان ایک تیسری پارٹی اور ایک تیسرا فریق خیال کرتے ہیں۔

وہ پاکستان بنانے کے لئے چھ صوبوں کا غیر منصفانہ مطالبہ کرتے ہیں۔ وہ آسام جیسے صوبہ کو بھی پاکستان میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ یہ مسلمانوں کا نہیں بلکہ دوسرے لوگوں

کا وطن ہے۔ یہ غیر منصفانہ مطالبہ صرف اس خیال سے ہے کہ اپنے مطالبات بڑھا چڑھا کر پیش کرنے سے کانگریس اور حکومت سے سودا کرنے میں آسانی ہوگی۔ یہی چیز ہمیں کانگرسی رہنماؤں کی موجودہ پالیسی میں نظر آتی ہے۔ جب کانگرسی رہنما دیول کو اپیل کرتے ہیں کہ وُہ لیگ کو نظر انداز کر کے اُن سے سیدھا سمجھوتہ کر لے تو وہ لیگ کو شہ دیتے ہیں کہ وہ بھی اسی قسم کا رویہ اختیار کرے۔

ہم کمیونسٹ مسلم لیگی رہنماؤں کے ہر ناجائز اور غلط طرز عمل کی پوری شدت سے نکتہ چینی کریں گے۔ مگر ساتھ ہی اس کے ہم لیگ کے جائز مطالبات کے لئے بھی پوری شدت سے جدوجہد کریں گے۔ ہمیں یقین ہے کہ مسلم لیگ کے جائز مطالبات کو تسلیم کرنے کے بعد ہی کانگریس کو لیگ کے ناجائز مطالبات کی مذمت کرنے کا حق ملتا ہے۔ جائز مطالبات ماننے سے ہی مسلمان کانگریس کی بات سن سکتے ہیں۔

ہم اُن جگہوں پر لیگ کی حمایت نہیں کریں گے جہاں لیگی رہنما کسی ایسے امیدوار کو کھڑا کریں گے جو عوام کا ہمیشہ دشمن رہا ہے اور جسے خود مسلم عوام نفرت وحقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ہم مسلم لیگ سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ہر جگہ اچھے لیگی امیدوار کھڑا کریں۔ ہمیں اُن سے اپیل کرنے کا پورا حق حاصل ہے کیونکہ ہم ہی صرف ان کے جائز مطالبات کی حمایت کر رہے ہیں۔

آزادی پسند عوامی جماعتیں

ہم کمیونسٹ کانگریس اور لیگ دونوں کو ہندوستانی عوام کی دو سب سے

بڑی آزادی پسند جماعتیں سمجھتے ہیں۔ ہم دونوں جماعتوں کے رہنماؤں کی خامیوں اور غلط طرزِ عمل سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اس کے باوجود ان دونوں جماعتوں کے متعلق ہمارا نظریہ اپنی دلی خواہش کے مطابق نہیں بلکہ ان کی اس خاصیت کے مطابق ہے جو آج اُن کی ہے۔ خواہ دونوں جماعتوں کے رہنماؤں کا ہمارے ساتھ سلوک کچھ ہو، ہمیں اس کی پروا نہیں۔ ہم دونوں کے جائز مطالبات کی حمایت اور ناجائز کی شدید ترین مخالفت کرتے ہیں۔ ہم کسی سے ناانصافی نہیں بلکہ ہر ایک سے انصاف چاہتے ہیں۔

کانگریسی رہنما سارے ملک میں صبح سے لے کر شام تک ہمیں غدار کہہ کہہ کر پکار رہے ہیں۔ اس کے باوجود کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کانگریس اور اس کے جائز مطالبات کی حمایت کر رہے ہیں۔

آج کانگریسی رہنما مسلم لیگ کو مسلمانوں کی سب سے زیادہ نمائندہ جماعت تسلیم کرتے ہیں۔ مگر سنجیدگی سے اس حقیقت پر کبھی غور نہیں کرتے کہ یہ کیوں ہے۔ بعض کانگریسی رہنما وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ مسلم عوام متعصب ہیں۔ مسلم لیگ مذہبی جذبات اُبھارتی ہے۔ اور اس وجہ سے وہ مقبول اور ہر دلعزیز ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ کانگریس نے مسلمانوں میں کام نہیں کیا۔ اس لئے لیگ کا مسلمانوں میں اثر و رسوخ ہے۔ یہ دونوں جواب ایسے ہیں جو ایک سچے اور سنجیدہ محبِ وطن کو کبھی نہیں دینے چاہئیں۔ یہ جوابات اُن کے شایانِ شان نہیں۔ بڑے بودے اور کھوکھلے ہیں۔

یہ مسلمانوں پر تہمت ہے، شدید ترین الزام ہے۔ مسلمان ہمارے بھائی ہیں۔ صدہا سال سے اس ملک میں آباد ہیں۔ وہ بھی ہم باقی سب ہندوستانیوں کی طرح سالہا سال سے غلامانہ زندگی کی مصیبتیں جھیل رہے ہیں۔ اُن کے دل میں بھی آزادی حاصل کرنے کی ویسی خواہش اور تڑپ ہے جیسی کہ باقی ہم سب میں ہے۔

اگر آج مسلمانوں کی بڑی بھاری اکثریت مسلم لیگ کے اثر میں ہے اور وہ اُسے اُن کے لئے آزادی حاصل کرنے والی جماعت سمجھتے ہیں تو تعصب کے باعث ہمیں حقیقت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے بلکہ سنجیدگی سے سوچنا اور معلوم کرنا چاہئے کہ اُن کی قومی جماعت مسلم لیگ کے جائز مطالبات کیا ہیں جنہوں نے اُسے مسلمانوں میں ہر دلعزیز بنا دیا ہے۔

مسلم لیگ کو برطانوی سامراج کی پٹھو جماعت کہنا مسلمانوں پر بہتان لگانا اور اُن کی شدید ترین مذمت کرنا ہے۔ ۱۹۲۰ء تک کے دور میں مسلمانوں نے کئی بڑی بڑی جدوجہد کی ہیں ——— (ان کی تفصیل ڈاکٹر اشرف کی کتاب میں ملے گی) ان تمام تحریکوں میں مسلم لیگ نے ہی مسلمانوں کی طرف سے سیاسی مطالبات پیش کئے۔ کانگریس نے اس کی نمائندہ حیثیت کو تسلیم کیا اور دونوں جماعتیں کافی عرصہ شانہ بشانہ جدوجہد کرتی رہیں۔ ۱۹۲۰ء سے ہر ایک جانتا ہے کہ مسلم عوام مجموعی طور پر کانگرس سے دور ہی دور جا رہے ہیں۔

سول نافرمانی کی دوسری تحریک (۳۱-۱۹۳۰ء اور ۳۳-۱۹۳۲ء) میں مسلمانوں نے

حصہ نہیں لیا۔ وجہ یہ نہ تھی کہ مسلم لیگ مسلمانوں کو کانگریس سے دُور لے گئی تھی بلکہ یہ کہ نہ تو کانگریس اور نہ ہی مسلم قوم پرستوں کی کوئی جماعت مسلمانوں کو اس تحریک میں شامل ہونے کے لئے ابھار سکی کیونکہ مسلمانوں کے جائز مطالبات کو نظر انداز کر دیا گیا تھا۔

حالیہ دور میں بھی ہر اہم سیاسی سوال پہ (یعنی ۱۹۳۶ء میں فیڈریشن ۱۹۴۲ء میں کرپس تجاویز، جنگ وغیرہ کے مسائل پر) لیگ کا رویہ اتنا ہی خلاف شہنشاہیت رہا ہے۔ جتنا کہ کانگریس کا تھا۔

صداقت انصاف اور آزادی

حقیقت شناسی، سچائی اور انصاف کے نام پہ ہم کمیونسٹ مسلمانوں کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ اسی انصاف کا مطالبہ کرتے ہیں جس کی کہ ہم دوسروں سے اپنے لئے توقع رکھتے ہیں۔

لیگی رہناؤں کی تمام خامیوں کے باوجود ہم کمیونسٹ آزادی کے نام پہ مسلم لیگ کو مسلم عوام کی سب سے بڑی نمائندہ جماعت سمجھتے ہیں اور پاکستان کو مسلمانوں کی آزادی کا مطالبہ خیال کرتے ہیں۔ ہم کمیونسٹ مسلمانوں کو اسی آزادی کے حقوق دے کر جو ہم برطانوی سامراج حاصل کرنا چاہتے ہیں ملک کی متحدہ تحریک آزادی میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔

انصاف کے نام پر ہم کمیونسٹ مسلم عوام اور ہندوستانی عوام کے ہر حصّہ سے منصفانہ سلوک چاہتے ہیں۔ اور اس کے لئے جد و جہد کر رہے ہیں۔

ہندوستان کی تمام قوموں کے لئے حق خود ارادیت کا مطالبہ ملک کی موجودہ حالات کا تقاضا ہے۔ یہ مطالبہ حق و انصاف پر مبنی ہے نہی حق و انصاف جسے اپنے لئے حاصل کرنے کی خاطر ہم برطانوی سامراج سے بر سر پیکار ہیں۔

ملک کو قدم بقدم آگے لے جانے کی ہماری روایات دیرینہ ہیں۔

وہ ہندوستانی کمیونسٹ پارٹی تھی جس نے سب سے پہلے یہ آواز بلند کی کہ ڈومینین اسٹیٹس نہیں بلکہ کامل آزادی ہندوستان کی قومی تحریک کا نصب العین قرار دیا جائے۔

وہ ہندوستانی کمیونسٹ پارٹی تھی۔ جس نے سب سے پہلے عوام کے بنیادی جمہوری حقوق کو قومی تحریک کے پروگرام کا جزو بنانے کے لئے آواز اٹھائی۔

وہ ہندوستانی کمیونسٹ پارٹی تھی، جس نے سب سے پہلے مزدوروں اور کسانوں کو منظم کیا اور ان کی تحریک کو قومی تحریک کا جزو بنایا۔

آزادی کیلئے متحدہ محاذ

اسی طرح آج ہم اپنے کانگریسی بھائیوں سے کہتے ہیں! ملک کی تمام قوموں کا حق خود

ارادیت مان لو۔ صرف اسی ایک صورت میں ہم برطانوی سامراج کے خلاف کانگریس اور لیگ کا جو ہندوستانی عوام کی سب سے زیادہ ہر دلعزیز جماعتیں ہیں متحدہ محاذ قائم کر سکتے ہیں۔ اگر کانگریس اور لیگ آپس میں لڑتی رہیں تو ہندوستانی عوام دو مخالف صفوں میں منقسم ہو کر آپس میں برسر پیکار رہیں گے اور آزادی ہمیں مل نہ سکے گی۔

صوبائی انتخاب میں ہم اُن حلقوں سے جہاں ہم نے عوام کی خدمت کر کے ان کا اعتماد حاصل کر لیا ہے۔ خود اپنے امیدوار کھڑا کر کے لوگوں کو اسی سچائی سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ ملک کی آزادی کے لئے کانگریس لیگ اور کمیونسٹ اتحاد ہی ایک واحد راستہ ہے۔ ساتھ ہی اس کے ہم کانگریسی اور لیگی رہنماؤں پر یہ حقیقت واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہندوستانیوں کی کافی بڑی تعداد اُن کی آپس میں لڑنے کی موجودہ پالیسی کو پسند نہیں کرتی۔ کمیونسٹ پارٹی اپنے امیدوار کھڑے کر کے کانگریسی اور لیگی عوام کو بتا دینا چاہتی ہے کہ دونوں جماعتوں کے کون کون سے مطالبات جائز ہیں اور کون سے ناجائز۔

جہاں ہمارے امیدوار کھڑے ہیں وہاں ہم عام حلقوں میں کانگریسی امیدواروں اور مسلم حلقوں میں لیگی امیدواروں کی حمایت کریں گے۔ کیونکہ ہم ان دونوں جماعتوں کے بنیادی نصب العین کی حمایت کرتے ہیں۔

تعلیمی پریس لاہور میں ——— باہتمام خواجہ محمد عبداللہ پرنٹر چھپا اور تیجا سنگھ سوتنتر سیکرٹری پنجاب کمیٹی ہندوستانی کمیونسٹ پارٹی نے چھپوا کر کمیونسٹ ہیڈ کوارٹر ۱۱ میکلوڈ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

کمیونسٹوں کی

انتخابی پالیسی معلوم کرنے کیلئے

	قیمت
کمیونسٹ پارٹی کی الیکشن پالیسی	۲/
کمیونسٹ کانگرس سے کیوں مستعفی ہوئے؟	۱/
کمیونسٹ مسلم لیگ کی کیوں حمایت کر رہے ہیں؟	۲/

پروگریسو بک کلب ۱۴۸ میکلوڈ روڈ لاہور سے

طلب کریں!

آپ کون سی کتابیں پڑھیں

نام کتاب	مصنف	قیمت
سوویٹ یونین کی قومیں	ڈاکٹر جی آدھیکاری	۱۲/
سوویٹ روس کی عورتیں	رضیہ ظہیر	ایک روپیہ
کارل مارکس	پر چیک	۱۲/
گاندھی جناح پھر ملیں	پورن چند جوشی	۱۲/
ہل اور ہنسیا	نامبودری پد	۶/
استالین	———	۱۲/
مزدور طبقے کے وطنی فرائض	ندیوے	۸/
سوویٹ یونین کا دستور اساسی	استالین	عہ/
مارکس اور ہندوستان	کارل مارکس	۸عہ/
سوشلزم	فریڈرک انیگلس	۸عہ/
نئی صبح	ل احمد	عہ/
کمیونسٹ مینی فسٹو	کارل مارکس اور فریڈرک انیگلس	ع/
بالشویک پارٹی کی تاریخ	———	پانچ روپے

بالشویک پارٹی کی تاریخ

آج ۲۸ برس سے سوویٹ روس میں کسانوں اور مزدوروں کا راج قائم ہے۔ وہاں سرمایہ داروں اور زمینداروں کا نام و نشان بھی نہیں رہا۔ یہ دیس بہت بڑا دیس ہے۔ اسمیں کل ملاکر چھوٹی بڑی سولہ ریاستیں ہیں، کوئی ۲۰۰ قومیں بستی ہیں، اور اتنی ہی زبانیں بولی جاتی ہیں پھر بھی ان میں آپس میں کوئی جھگڑا فساد نہیں ہوتا، ساری جنتا پنچایتی طور پر راج پاٹ کے سب کام طے کرتی ہے اپنی محنت سے لوگ جو کچھ پیدا کرتے ہیں اسکا انہیں پورا پھل ملتا ہے اور کوئی کسی کو لوٹ نہیں سکتا۔

یہ اتنا بڑا کام کس نے کیا ہے؟ سوویت دیس کی بالشویک پارٹی یعنی کمیونسٹ پارٹی نے جو روس کے مزدوروں کی انقلابی پارٹی ہے۔ یہ کتاب اسی پارٹی کی تاریخ ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ ۱۹۰۳ء سے جب روس میں "زار" نامی ظالم بادشاہ کا راج تھا یہ پارٹی کسان مزدور راج کے لئے کس طرح سے لڑتی رہی اور پھر ۱۹۱۷ء میں اس نے کس طرح انقلاب کرکے زار کا اور دیسی اور بدیسی سرمایہ داروں اور زمینداروں کا تختہ اُلٹ دیا۔ پھر کس طرح اس نے سارے ملک میں عوام کو سکھی بنانے کے لئے بڑے بڑے کام کئے۔ یہ ۵۹۴ صفحوں کی جلد بندھی ہوئی بڑی خوبصورت کتاب ہے۔ دیکھنے میں بھی اچھی، چھپائی بھی اچھی ہے۔ اور پھر اتنی آسان زبان میں لکھی گئی ہے کہ ہر شخص پڑھ سمجھ سکتا ہے۔ قیمت پانچ روپے۔

ملنے کا پتہ

قومی دارالاشاعت راج بھون سینڈہرسٹ روڈ بمبئی ۴